تسویۂ صفوف کی اہمیت

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

فہرست تسویۂ صفوف کی اہمیت

رسالۂ نافعہ

تصویۂ صفوف کی اہمیت

الملقب بہ

هَدُيَةُ الضُيوف فِي تَوكيد تَسُوِيَةِ الصُّفُوفَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسماۃ

تسویۂ صفوف کی اہمیت

امابعد۔آج کل مسلمانوں کی دینی بے شعوری اوراحکام شرع سے لاپروائی ظاہرہی ہے اور یہ لاپروائی اور بے التفاتی دن بدن افزوں اورلحہ بہ لحہ متنزاد ہے۔اسی بے دینی اورلاابالی پن کانتیجہ ہے کہ بہت سارے اہم احکام خودمسلم معاشرہ میں ناقابل التفات بلکہ لغووفضول خیال کیے جاتے ہیں۔ایسے ہی امور میں سےایک نماز میں صفوف کی برابری ودرستی کا مسئلہ ہے۔احادیث میں اس کی بڑی ہی تاکید اوراس کے ترک پر وعیدواردہوئی ہے۔مگرافسوس کہ آج مساجد میں صفوں کے تسویہ وبرابری کا کوئی اہتمام نہ رہااورخواص تک اس سے غافل ہیں،اورعام مصلین بے علمی یاکم علمی کی وجہ سےاس اہم چیز سےکوئی دلچسپی نہیں رکھتے اوربعض اس کوکوئی اہم ومؤکدامرخیال نہیں کرتے۔کئی دنوں سے یہ داعیہ رہا کہ اس مسئلہ پرلوگوں کومتوجہ کرنا چاہئے۔چنانچہ فی الفورتوحتی الوسع زبانی تنبیہ وتعلیم پراکتفاء کیا۔مگرپھربھی یہ داعیہ رہا کہ اس مسئلہ پرچندسطورمعرض تحریر میں لائی جائیں توممکن ہے کہ نفع عام ہو۔اس لیے یہ سطورحوالہ قلم کررہاہوں۔**واللہ المستعان وعلیه التکلان.**

تسویۂ صفوف کی حقیقت واہمیت

نمازجیسا کہ ظاہرہے کہ خدائے پاک کے حضورمیں اعلیٰ درجہ کی مناجات کانام ہے اورخدوندذوالجلال کے سامنے اپنی عاجزی، ذلت ومسکنت کے اظہار سے عبارت ہے،اورمصلی دراصل مسکین وعاجز ہے جوشہنشاہِ حقیقی کے سامنے سراپا عجزو ذلت بنا کھڑاہے۔اورظاہرہے کہ بادشاہ کے سامنے عاجزومسکین کواس کے دربار

عالی کے مناسب ظاہری و باطنی آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے، ورنہ دربارِ قدس سے دھتکار دیا جائے گا۔ انہیں آداب میں سے ایک ظاہری ادب یہ بھی ہے کہ اگر چند آدمی مل کر فریاد کررہے ہوں تو بے ترتیب و بے محل کھڑے نہ ہوں کہ کوئی آگے ہوگیا ہو، کوئی پیچھے یا ایک پیر آگے کردیا ہو اور دوسرا پیچھے بلکہ ایسی مرتب صف میں کھڑے ہوں کہ دیکھنے والوں کو دیوار کا شبہ ہونے لگے یا اس طرح جیسے کہا گیا ہے کہ ایک طرف سے اگر تیر مارا جائے تو کسی کو مس کیے بغیر دوسری طرف پہنچ جائے۔ غالبًا حضرت نعمان بن بشیرؓ کی اس قول سے یہی مراد ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا کرتے تھے کہ گویا آپ ان سے تیروں کو سیدھا کررہے ہوں''۔ (۱)

پس یہ آدابِ شاہی میں سے ہے کہ صفوف کی درستی و برابری کی جائے۔ یہیں سے تسویۂ صفوف کی حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ یہ ادبِ شاہی ہے اور پھر اس سے اس کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوگیا، کیونکہ ادب تو بہت ہی اونچی چیز ہے اور ادب ہی سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے اور بے ادب ہمیشہ محروم رہتا ہے ؎

بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

یہی وجہ ہے کہ مجالس میں، مدارس میں، اسکولوں میں بلکہ ہر ادارے و محکمہ میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ آپس میں ترتیب و تسویہ قائم کریں۔ مدارس اور اسکولوں میں اس پر قانونی پابندی ہے کہ اگر کوئی صف بندی نہیں کرتا ہے اور اس میں کوتاہی و لاپروائی کرتا ہے تو درس گاہ سے خارج کردیا جاتا ہے اور کبھی دوسری سزائیں تجویز کی جاتی ہیں اور کبھی عتاب سے نوازا جاتا ہے۔ جب یہاں کا یہ عالم ہے تو پھر اس خدائے قدوس ذوالجلال کے دربار کے رعب و جلال کا اندازہ لگاؤ اور خیال کرو کہ کیا وہاں یہ

(۱) مسلم: ۱/۱۸۱، ابوداود: ۱/۹۷

بے ترتیبی و بے پروائی جائز ہوگی؟ اور اگر کوئی اس کا مرتکب ہوا تو کیا وہ معتوب ومقہور نہ ہوگا؟ اور اس کا دربارِعالی سے خارج کر دیا جانا عین عدل وانصاف نہ ہوگا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل

جب یہ واضح ہوگیا کہ نماز کے لیے صفوں کی برابری و درستی خداوند ذوالجلال کے دربار قدس کا ادب ہے تو اب یہ معلوم کرنا بھی آسان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تسویۂ صفوف پر اتنا زور کیوں دیا، اور اس سلسلہ میں اس قدر اہتمام کیوں فرمایا؟

وجہ ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ بھلا اس ذاتِ ذوالجلال کے دربار میں بے ادبی و گستاخی کو کیوں برداشت فرماتے؟ کیونکہ آپ تو سراپا ادب تھے۔ بھلا کیوں نہ ہوں جب کہ خود آپ فرماتے ہیں کہ'' اَدَّبَنِیْ رَبِّی فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِی ''(کہ میرے رب نے مجھے خوب خوب ادب سکھایا) تو آپ کے ادب وحسن ادب کا ٹھکانا ہی کیا ہے؟ اس ادب ورعایت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے نہایت سختی سے اس کی تاکید فرمائی اور عملاً بھی اس کی تعلیم دی۔ یہاں چند روایات نقل کرتا ہوں جن سے آپ کا عمل اور ساتھ ہی تسویۂ صفوف کی تاکید معلوم ہوتی ہے۔

(۱) حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح برابر کرتے تھے کہ گویا آپ ان سے تیروں کو سیدھا کر رہے ہوں۔(۱)

(۲) براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کے درمیان ادھر سے ادھر جاتے اور ہمارے مونڈھوں اور سینوں کو چھوتے (یعنی چھوکر برابر کرتے) اور فرماتے اختلاف نہ کرو۔(۲)

(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(۱) مسلم:۱/۱۸۱، ابوداود:۱/۹۷ (۲) نسائی:۱/۹۳

ارشادفرمایا کہ برابر کرو اپنی صفوں کو اس لیے کہ صفوں کو درست کرنا اوقات صلوۃ میں سے ہے (یعنی تکمیل نماز کا ایک جزو ہے)۔(۱)

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ برابر کرو (یعنی صفوں کو) برابر کرو، برابر کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔(۲)

(۵) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو برابر کرو اور اپنے مونڈھوں کو سلائے رکھو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم بن جاؤ (یعنی اگر وہ اِدھر اُدھر ہٹنے کو کہیں تو اس کو مان لو) اور شگاف کو بند کرو (یعنی درمیانِ صف میں جگہ نہ چھوڑو) اس لیے کہ شیطان بکری کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔(۳)

نمونہ کے طور پر چند احادیث نقل کی گئی ہیں، جو بقول علامہ ابن عبدالبر تواتر کے درجہ کو پہنچ چکی ہیں۔ مگر طالب مخلص کے لیے یہ چند بھی کافی ہیں۔

صحابہ کرام اور تسویۂ صفوف

اب دیکھئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اس تعلیم کا اثر کہ یہ حضرات صفوں کی درستی و برابری کا بے حد وانتہا اہتمام کرنے لگے تھے اور واقعی صحابہ کی شان ہی یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے جن باتوں کی تعلیم دی ان پر پورے اہتمام واحتیاط سے عامل ہو گئے۔ اس جگہ صحابہ کرام کے طرز عمل کے متعلق چند روایات نقل کرتا ہوں جن سے صحابہ کرام کا غایت درجہ تسویۂ صفوف کا اہتمام ظاہر ہوتا ہے۔

(۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہم

(۱) بخاری: ۱/۱۰۰، مسلم: ۱/۱۸۲ (۲) ابوداود: ۱/۹۷، مسلم: ۱/۱۸۲ (۳) مسند احمد: ۲۶۰/۳

میں سے ایک دوسرے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنے ملاتا تھا۔ (۱)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہم میں سے ایک دوسرے ساتھی کے کاندھے سے کاندھا اور پیر سے پیر ملاتا تھا۔ (۲)

ان روایات سے حضرات صحابہ کا غایت درجہ تسویۂ صفوف کا اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ اسی کمالِ اہتمام کو حضرت نعمان اور حضرت انس رضی اللہ عنہما ٹخنے سے ٹخنے ملانے اور کندھے سے کندھے یا پیر سے پیر ملانے سے تعبیر کررہے ہیں۔

نوٹ: پیر سے پیر ملانے سے متعلق تحقیق آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند حضرات کو صفوں کی درستی کا حکم دیا تھا (کہ وہ جماعت کھڑی ہونے پر صفوں کو درست کریں) پس جب وہ آکر خبر دیتے کہ صف درست ہوگئی تو پھر آپ اللہ اکبر کہتے یعنی نماز شروع کرتے۔ (۳)

اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تسویۂ صفوف میں غایت اہتمام معلوم ہوا کہ آپ نے اس کام کے لیے مستقل چند آدمیوں کو منتخب کررکھا تھا۔ اور جب وہ صفوں کو درست کرنے کے بعد آکر خبر دیتے کہ صفیں درست ہوگئیں تو اس وقت آپ نماز شروع فرماتے۔

علامہ عبدالحی لکھنویؒ اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ اس کا مقتضا یہ ہے کہ آپ نے یعنی حضرت عمرؓ نے صفوں میں لوگوں کو درست کرنے کے لیے آدمی مقرر کیے ہوں اور یہ مندوب ہے یعنی تسویۂ صفوف کے لیے آدمی مقرر کرنا مستحب ہے۔ (۴)

(۴) حضرت مالک بن ابو عامر تابعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جمعہ کے خطبہ میں تسویۂ صفوف پر توجہ دلانے کے بعد اس وقت تک تکبیر نہ باندھتے

(۱) بخاری: ۱/۱۰۰ (۲) ابوداؤد: ۱/۹۷ (۳) موطا امام محمد: ۸۸ (۴) التعلیق الممجد: ۸۸

جب تک کہ ان کے پاس وہ لوگ جن کو آپ نے صفوں کی برابری کرنے کے لیے مقرر فرمایا تھا آ کر خبر نہ دیتے کہ صفیں درست ہوگئیں۔ جب وہ خبر دیتے تو آپ تکبیر کہتے اور نماز شروع کرتے۔(۱)

اس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تسویہ صفوف میں اہتمام معلوم ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ بھی مثل حضرت عمر کے چند آدمی مقرر کیے ہوئے تھے جن کا کام تسویۂ صفوف تھا۔

ائمہ امّت اور تسویۂ صفوف

صحابہ کرام کے اس طرز عمل و تعلیم کا اثر پھر ان کے شاگردوں اور بعد کے ائمہ پر یہ ہوا کہ وہ لوگ بھی اس کی بے حد تاکید فرماتے تھے اور اس کا ترک برداشت نہیں کرتے تھے۔

(۱) حضرت امام ابوحنیفہؒ اپنے استاد حضرت حمادؒ کے واسطے سے حضرت ابراہیم نخعیؒ کا یہ مقولہ نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے مونڈھوں کو برابر کرو اور آپس میں مل کر کھڑے ہوا کرو کہ صفوں کے درمیان کوئی جگہ نہ رہ جائے، ورنہ شیطان بکری کے بچے کی طرح تمہارے درمیان گھس جائے گا۔(۲)

(۲) امام محمد بن حسن شیبانیؒ اس پر فرماتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں کہ یہ درست نہیں کہ صف میں جگہ خالی ہوتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ صفوں کو برابر کرلیں اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔(۳)

(۳) حضرت امام ابن حزمؒ تسویۂ صفوف کو واجب اور فرض کہتے ہیں (لہٰذا ان کے نزدیک اس کی نماز ہی نہیں ہوتی جو صف کو برابر نہ کرے کیونکہ کسی فرض و واجب

---

(۱) موطا محمد: ۸۸ (۲) کتاب الآثار: ۱۷ (۳) موطا امام محمد: ۸۹

کے ترک سے نماز نہیں ہوتی) ان کا وجوب کا قول علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے موطا امام محمد کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ (۱)

(۴) جمہور علماء وائمہ کے نزدیک صفوں میں برابری اور تسویہ سنت موکدہ ہے اور جیسا کہ اوپر معلوم ہوا بعض علماء کے نزدیک تسویۂ صفوف فرض ہے۔ حضرت شیخ زکریا صاحب رحمۃ اللہ اپنی کتاب اوجز المسالک شرح موطا امام مالک میں رقمطراز ہیں:

امام شافعی ، امام ابوحنیفہ، اورامام مالک علیہم الرحمہ تسویۂ صفوف کو سنت قرار دیتے ہیں اور بعض حضرات فرض وواجب ہونے کے بھی قائل ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ نے (اپنی کتاب) الاستذکار میں فرمایا کہ تسویۂ صفوف کے بارے میں آثار متواترہ وارد ہوئے ہیں۔ جن میں نبی کریم ﷺ سے تسویۂ صفوف کا امر منقول ہے اور اس پر خلفاء راشدین کا عمل بھی ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ جمہور علماء کے نزدیک تسویۂ صفوف سنت موکدہ ہے اور بعض علماء جیسے علامہ ابن حزم وغیرہ واجب فرماتے ہیں۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ تسویۂ صفوف کی کس درجہ اہمیت ہے۔ اگرچہ علامہ ابن حزمؒ کا مذہب جمہور کے مذہب کے خلاف ہے۔ تاہم اس سے اتنا تو مستفاد ہوتا ہے کہ تسویۂ صفوف نہایت ہی اہم چیز ہے اور پھر جمہور کے مذہب کے مطابق بھی اس کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کیوں کہ واجب وسنت موکدہ میں زیادہ فرق نہیں ہے بلکہ تقریباً دونوں کا درجہ ایک جیسا ہی ہے۔ تفصیل کے لیے شرح وقایہ اور اسکا حاشیہ عمدۃ الرعایہ ملاحظہ ہو (۳)

---

(۱) موطا امام محمد: ۸۸ (۲) اوجز المسالک: ۱۱۴/۲ (۳) شرح وقایہ ۱۵۲/۱

ترک تسویہ پر وعید

اسی اہمیت کے پیش نظر احادیث میں صفوں کی برابری نہ کرنے پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں وعیدوں کی بنا پر علامہ ابن حزمؒ نے وجوب کا قول نقل کیا ہے۔ کیونکہ جس کے ترک پر وعید وارہو، وہ واجب گردانا جاتا ہے لیکن چونکہ بعض روایات میں تسویۂ صفوف کو تمام صلوۃ میں سے فرمایا گیا ہے، نہ کہ قوام صلوۃ میں سے، اس لیے جمہور نے اس کو سنت موکدہ قرار دیا ہے، اور بعض روایات میں جو تسویۂ صفوف کو اقامت صلوۃ میں سے فرمایا ہے تو اس کے معنی بھی تکمیل صلوۃ کے ہیں اور وعید سنت موکدہ کے ترک پر بھی ہوتی ہے۔ الغرض تسویۂ صفوف کا ترک موجب عتاب وقابلِ مواخذہ ہے۔

(۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! یا تو اپنی صفوں کو برابر کرو یا تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو بدل دے گا۔(۱)

ف: اس حدیث میں صفوں کو برابر نہ کرنے کی صورت میں یہ وعید سنائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ چہروں کو متغیر کردے گا۔ چہروں کو بدلنے کے مطلب میں کئی اقوال ہیں ۔ ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ چہروں کو بدل دے گا یعنی چہروں کو پشت کی جانب پھیر دے گا یا مطلب یہ ہے کہ حیوانات کی صورت پر مسخ کردے گا یا چہروں سے مراد پوری ذات یعنی پورا جسم ہی بدل دیا جائے گا یا قلوب مراد ہیں ، یعنی دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔ کسی بھی صورت میں تغیر وتخالف ہو بہر حال ایک عذاب ہے اور سخت بات ہے۔

---

(۱) مسلم: ۱۸۲/۱

(۲) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیدھے کھڑے ہو اور اختلاف نہ کرو (یعنی آگے پیچھے مت ہو) کہیں تمہارے دل مختلف ہو جائیں۔ (۱)

ف: اس حدیث سے ان علماء کی تائید ہوتی ہے جنہوں نے حدیث سابق سے دلوں کا اختلاف مراد لیا ہے۔ حاصل حدیث کا یہ ہے کہ ظاہری اختلاف کے نتیجہ میں باطنی اور قلبی اختلاف رونما ہوگا جو جڑ ہے معاشرہ کے فساد کی، چنانچہ اختلاف سے حسد، بغض، کینہ، عداوت جیسی رذیل خصلتیں پیدا ہوتی ہیں اور معاشرہ کو فاسد کر کے رکھ دیتی ہیں۔ آج ہر جگہ ہر شخص کی زبان پر یہ شکایت ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق نہیں اتحاد نہیں، اور اِس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کی جاتی ہیں، کہیں جلسے منعقد ہوتے ہیں، کہیں انجمنیں قائم کی جاتی ہیں، اخبار و رسائل کے ذریعہ اتحاد کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہ سب اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن اس کے ساتھ اس حدیث پر بھی دھیان دینے کی ضرورت ہے جو اس بات کی خبر دیتی ہے کہ اختلاف کی ایک وجہ یا یوں کہئے اختلاف کا باعث تسویۂ صفوف میں کوتاہی یا اس کا ترک ہے۔ لہٰذا اب اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اختلاف کو ختم کرنے اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لیے تسویۂ صفوف کا اہتمام کیا جاوے۔

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صف کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) ملائے گا (یعنی حصہ عطا کرے گا) اور جو شخص صف کو توڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کرے گا۔ (۱)

ف: صف کو ملانا یہ ہے کہ صف کو برابر کریں اور آپس میں مل کر کھڑے ہوں

(۱) ابوداود: ۱/ ۹۷

اور درمیان میں فرجہ اور خالی جگہ نہ چھوڑیں، جو ایسا کرے گا اس کے لیے یہ بشارت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت میں سے حصہ عطا فرمائے گا۔ اور صف کو توڑنا یہ ہے کہ درمیان میں جگہ چھوڑ دی جائے یا آگے پیچھے ہو کر صف کو بے ترتیب و بدنما کر دے، جو ایسا کرے گا اس کے لیے یہ وعید سنائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا۔

یہ بھی کس قدر بڑی وعید ہے کہ رحمت خداوندی سے دوری ہو جائے بلکہ درحقیقت سب سے بڑی وعید ہے، کیونکہ ہر عذاب وعتاب کی اصل رحمت خداوندی سے دوری ہی ہے، اسی پر عذاب وعتاب وعقاب متفرع ہے۔ مگر یہاں یہ بھی مخفی نہ رہے کہ رحمتِ حق ایک تو عام ہے جو ہر کس و ناکس مومن و کافر سب کو شامل ہے اور ''وَسِعتْ رَحْمَتِیُ کلُ شئً ''میں یہی مراد ہے اور اسی رحمت عامہ کی وجہ سے کافر کو کھانا، پانی وضروریات بہم پہنچائی جاتی ہیں اور دوسری رحمتِ خاصہ ہے جو صرف محسنین ومومنین کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور ''اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قريبُ مِنَ الْمُحْسِنِيُنَ ''میں یہی رحمت خاصہ مراد ہے۔ اسی طرح یہاں حدیث میں رحمت خاصہ مراد ہے جس سے دوری پر عذاب ہوا کرتا ہے۔

بہر حال بہت ہی سخت بات ہے کہ رحمت سے دوری سے ہو جائے لہٰذا صفوں میں برابری اور تسویہ کا خوب اہتمام کرنا چاہئے۔

تسویۂ صفوف کے معنے

جب تسویۂ صفوف کی ایک اہمیت معلوم ہوگئی تو اب ضروری ہے کہ تسویہ کے معنی بھی سمجھ لیے جائیں۔ احادیث میں غور کرنے سے تسویۂ صفوف کے معنی، بخوبی یہ سمجھ میں آتے ہیں کہ صف میں اعتدال ہو اور کوئی آگے کوئی پیچھے نہ ہو، ایسے ہی

درمیانِ صف میں جگہ خالی نہ ہو بلکہ خوب مل کر کھڑے ہوں اور صف میں تیڑھ نہ ہو بلکہ صف بالکل سیدھی ہو وغیرہ۔ اسی معبرو معنون کو احادیث میں مختلف انداز سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۱) بعض احادیث میں وارد ہوا کہ کندھوں سے کندھے ملاؤ۔

(۲) بعض احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سینوں کو چھو کر سیدھے کیا کرتے

(۳) بعض احادیث میں ہے کہ صحابہ کرامؓ پیروں سے پیر ملایا کرتے تھے۔

(۴) بعض میں ٹخنے سے ٹخنے ملانے کا ذکر ہے۔

(۵) کسی میں گردنوں کو ملانے کا حکم ہے۔

(۶) کسی روایت میں گھٹنوں سے گھٹنے ملانا صحابہ کرام کے عمل میں مذکور ہے۔

(۷) بعض مواقع میں سدِ خلل یعنی خالی جگہوں کے بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے

(۸) بعض جگہ سینے کو باہر نکالنے سے منع فرمایا گیا۔

(۹) ایک روایت میں فرشتوں کی صفوف کے مانند صف بندی کا حکم ہے۔

(۱۰) کسی جگہ کہا گیا کہ اس طرح صفوں کی برابری کی جاتی تھی کہ گویا تیروں کو سیدھا کیا جا رہا ہے۔ (الغرض ان تمام تعبیرات وعنوانات کا حاصل یہی ہے کہ صف سیدھی ہو جس میں نہ تو بے ترتیبی ہو، نہ کجی ہو، نہ درمیان میں جگہ چھوٹے بلکہ مل ملا کر کھڑا ہوا جائے)

پیر سے پیر ملانے کا مسئلہ

اس تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ مقصود تسویۂ صفوف ہے۔ یہ تعبیرات وعنوانات مقصود نہیں، بلکہ ان کی بعض جگہ حقیقت مراد بھی نہیں، مثلاً قدم سے قدم ملانا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے تسویہ میں غایت درجہ اہتمام کو بتلانے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ صف بندی میں قدم سے قدم ملانا

مقصود نہیں۔ جیسے بعض روایات میں صراحتاً رسول اللہ ﷺ نے گردنوں کے ملانے کا حکم دیا ہے۔(۱)

مگر اس کے باوجود یہاں کسی کے نزدیک بھی یہ حکم اپنی حقیقت پر مبنی نہیں ہے اور اس سے حقیقت مراد نہیں، بلکہ تعدیل صف وتسویہ میں مبالغہ کا حکم کرنا مقصود ہے۔ ورنہ بھلا گردنوں کو ملانا کس طرح ہوسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شراح حدیث نے ان جیسی احادیث کو حقیقت پر محمول نہیں کیا بلکہ اس کو مجازاً مبالغہ فی التسویہ والتعدیل پر محمول کیا ہے۔

چناچہ شارح بخاری محدث ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری: (۱۷۶/۲) میں اور محدث قسطلانی نے شرح بخاری: (۷۶/۲) میں فرمایا کہ:

''کندھے اور قدم ملانے سے مراد صف کی درستی اور برابری میں مبالغہ اور خالی جگہوں کو بند کرنا ہے''۔

اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ فیض الباری: (۲۳۷/۲) میں فرماتے ہیں:

''صحابہ اور تابعین کے تعامل سے ہم نے سمجھا ہے کہ کندھے ملانے سے صحابی کی مراد صرف آپس میں ملانا اور خالی جگہ نہ چھوڑنا ہے''۔

علامہ یوسف بنوریؒ معارف السنن شرح ترمذی (۲۹۸/۲:) میں لکھتے ہیں:

''حاصل یہ کہ مراد تسویہ اور اعتدال ہے تاکہ کوئی آگے اور پیچھے نہ ہوجائے۔ پس کاندھوں کے درمیان برابری اور ٹخنوں کا ملانا تسویۂ صفوف سے کنایہ ہے''۔

شراح حدیث کے ان بیانات سے معلوم ہوا کہ پیروں کا ملانا یا ٹخنوں کا ملانا مقصود نہیں بلکہ صفوں کی برابری اور درستی میں مبالغہ بیان کرنے کے لیے صحابی نے یہ تعبیر اختیار فرمائی ہے۔ ورنہ خود غور کیجئے کہ ٹخنے سے ٹخنے ملا کر بھی کس طرح نماز

(۱) نسائی: ۳۹/۱

پڑھیں گے؟ اور پھر کندھے سے کندھے ملانا پیروں کو ملاتے ہوئے کس قدر مشقت وتکلف کا کام ہے۔ بھلا اس کے ساتھ خشوع وخضوع کیسے حاصل ہوگا؟ جو کہ اہم ترین چیز ہے۔ نیز بعض روایات میں تو یہاں تک آیا ہے کہ صحابہ گھٹنے سے گھٹنا ملاتے تھے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

رَأیتُ الرَّجُلَ یَلْزَقُ منکبهٗ بمنکب صاحبه ورُکبتهٗ بِرُکبتهِ صاحبهٖ و کعبه بکعبهٖ۔(۱)

(میں نے دیکھا کہ آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنے گھٹنے کو اپنے ساتھی کے گھٹنے سے اور اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ملاتا تھا)

ملاحظہ کیجئے کہ وہی حضرت نعمانؓ جنہوں نے صحابہ سے ٹخنے سے ملانا نقل کیا تھا یہاں گھٹنے ملانے کا بھی تذکرہ فرماتے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ گھٹنے سے گھٹنا ملا کر نماز پڑھی جائے؟ اور پھر ساتھ ساتھ کندھے بھی ملیں اور ٹخنے بھی، قدم بھی، تو پھر اس کا حشر کیا ہوگا کہ نماز ایک کھیل بن کر رہ جائے گی۔ پس معلوم ہوا کہ ان تعبیرات سے حقیقت مراد نہیں بلکہ محض تسویۂ صفوف مراد ہے۔

حضرت مفتی مہدی حسن نوراللہ مرقدہ قلائد الازہار شرح کتاب الاثار میں فرماتے ہیں "پس ٹخنے سے ٹخنے ملانا اور کندھے سے کندھے ملانا گھٹنے ملانا اور قدم سے قدم ملانا اور گردنوں میں برابری اور کندھے میں برابری یہ سب ایک ہی معبّر ومعنون کی تعبیرات ہیں اور وہ اعتدال وتسویہ اور باہم قریب ہونا اور آپس میں برابری واتصال ہے جیسا کہ مخفی نہیں، اور یہاں حقیقی معنی مراد نہیں ہیں، اور کیسے مراد ہو سکتے ہیں جب کہ گھٹنے سے گھٹنے کا ملانا متحقق ہو ہی نہیں سکتا، جیسا کہ مشاہد ہے پس مراد محض تسویہ ہے اور اس کا سوائے اس کے جس کو بصیرت نہ ہو انکار نہیں کرسکتا۔ (۲)

(۱) ابوداود: ۱/۹۷ (۲) قلائد: ۲/۷۶

پس تسویہ پر اہتمام ہو اور غیر مقصود چیزوں میں پھنس کر اصل کو ترک نہ کر بیٹھیں۔

خاتمہ

ان سطور بالا سے تسویۂ صفوف کی حقیقت، اہمیت، رسول اللہ ﷺ کا عمل، وصحابہ کرام کا طریقہ کار وائمہ وعلماء کا رویہ معلوم ہو گیا اور اسی طرح ترک تسویہ پر وعیدیں بھی معلوم ہوئیں۔ اس پر نظر کرنے کے بعد امید ہے کہ مسلمان تسویۂ صفوف کا اہتمام کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اس تحریر کو نافع بنائے۔ ''آمین'' فقط

حررہ محمد شعیب اللہ خان عفی عنہ

۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ